مولانا اخوندزادہ عبدالقیوم حقانی
فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

قسط ۵

رائے وقیاس کی شرعی وآئینی حیثیت
اور
رئیس المجتہدین امام اعظم ابوحنیفہؒ

رائے وقیاس کے اثبات۔ اس کے دلیل شرعی وحجت ہونے پر اجمالاً کچھ دلائل پیش کئے جارہے ہیں۔ خدا کرے کہ سمجھائے جانے والے بھی یہ بات سمجھ سکیں اور جیسا کہ سمجھایا بھی یہی جارہا ہے۔ کہ رائے وقیاس کی " دستور اسلامی کے چوتھے ماخذ کی حیثیت، من جانب اللہ ہے۔ اس میں امام اعظم ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب کا صرف اتنا ہی قصور ہے کہ انہوں نے اسے باری تعالیٰ کا حکم سمجھ کر اجتہاد و استنباط کے طور پر استعمال کیا اور اپنایا ہے۔ دلیل رابع ہی کی حیثیت سے بتایا ہے یا نہیں۔ آخر اپنانے میں جرم ہی کیا ہے۔ جب بنانے والے نے خود ہی یہ ارشاد فرمایا ہو کہ

۱۔ فاعتبروا یا اولی الابصار (حشر) اے عقل والو، عبرت حاصل کرو۔

یہاں اعتبار بمعنی قیاس کے ہے عربی میں" اعتبار الشئ بشئ" اس وقت بولا جاتا ہے جب اس پر قیاس کیا جائے

۲۔ و تلك الامثال نضربها للناس لعلّهم یتفکرون (حشر)

اور ان مثالوں کو ہم ان لوگوں کے نفع کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سوچیں۔

۳۔ یا ایها الذین امنوا اطیعو الله و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیئٍ فردوه الی الله و الرسول الایۃ (سورۃ نساء)

اے ایمان والو تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل امر ہیں (ان کا کہنا بھی مانو۔) پھر اگر ان کے احکام میں سے کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو (کتاب) اللہ اور (سنت) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب لوٹاؤ۔

امام فخرالدین رازیؒ اور علامہ آلوسیؒ کی تصریحات کے مطابق آیت مذکورہ میں " اولی الامر منکم " سے

حجیت اجماع اور" فان تنازعتم " الخ سے حجیت قیاس کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اگر اس آیت کے ان دو اجزاء سے بھی وہی مراد لیں۔ جو پہلے دو اجزاء میں بیان ہو چکی ہے۔ تو بھر بے فائدہ تکرار لازم آجائے گا۔ تو لا محالہ حجیت اجماع اور حجیت قیاس ہی مراد ہو گا (تفسیر کبیر و روح المعانی)

۴- فلا تقل لهما اف (الاسراء) اور والدین کو اف نہ کہو

اس آیت کی مراد یہ قیاس کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی کہ جب والدین کو اف تک کہنا حرام ہوا تو زدو کوب کرنا بدرجہ اولیٰ حرام ہو گا۔

حدیث معاذ بن جبلؓ حجیت قیاس پر جناب شارع علیہ السلام اور آپ کے صحابہؓ سے اس قدر آثار مروی ہیں کہ معنوی لحاظ سے حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں ہم یہاں اولاً حضرت معاذ بن جبل کی مشہور حدیث بطور استدلال درج کرتے ہیں جو قولی حیثیت سے قیاس و رائے کے حجت اور دلیل شرعی ہونے پر نص قطعی ہے۔ اسی حدیث معاذ بن جبل ہی کے بارے میں علامہ ابن کثیر ارشاد فرماتے ہیں:۔

وهذا الحديث فى المسند والسنن باسناد جيد كما هو مقرر فى موضعه

یہ حدیث مسند اور سنن میں جید اور کھری سند کے ساتھ مروی ہے جس کی تحقیق اپنے مقام پر مقرر اور ثابت شدہ ہے۔ تفسیر ابن کثیر جلد ا ص۳

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنا چاہا تو آپ نے حضرت معاذ سے دریافت فرمایا۔

بما تقضى يا معاذ اے معاذ تم کس چیز کے ساتھ فیصلہ کرو گے۔

حضرت معاذ نے جواباً عرض کیا

بكتاب الله - اللہ کی کتاب کے ساتھ

آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

فان لم تجد فى كتاب الله اگر وہ مسئلہ تم کتاب اللہ میں نہ پاؤ

تو حضرت معاذ نے عرض کی۔

بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق۔

آپؐ نے مزید ارشاد فرمایا۔

فان لم تجد فى سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم اگر وہ مسئلہ تم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نہ پاؤ۔

تب حضرت معاذ عرض کرتے ہیں۔

اجتہد برائی		اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا

یہ سن کر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور زبان رسالت سے ارشاد فرمایا۔

الحمد للہ الذی وفق رسول		خدا کا شکر ہے کہ اس نے رسول کے قاصد کو وہ توفیق

رسولہ بما یرضی رسولہ		عطا فرمائی جس کو اس کا رسول پسند کرتا ہے۔

(ابوداؤد، ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ شریف)

اور حضرت معاذ بن جبل ہی کے بارے میں لسانِ نبوت سے جو یہ الفاظ ادا ہوئے ہیں۔

اعلمھم بالحلال و الحرام معاذ		سب سے زیادہ حلال و حرام کو جاننے والا معاذ بن

بن جبل		جبل ہے۔

علماء کے ایک طبقہ کے اس خیال کہ "یہ نبوی شہادت معاذ بن جبل کے قیاس ہی کی ایک عظیم سند ہے" کہ باطل سمجھنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

اجتہادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم | ایک متفق علیہ حدیث میں مذکور ہے کہ ایک آدمی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میری بہن نے حج کرنے کی نذر کی تھی مگر وہ حج کرنے سے پہلے مر گئی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر اس پر قرضہ ہوتا تو کیا تو ادا کرتا؟

عرض کی۔ جی ہاں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

فاقض دین اللہ فھو احق بالقضاء		اللہ کا قرض ادا کرو۔ وہ ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے

مشکوٰۃ شریف

حدیث کا مفہوم بغیر اس کے اور ہو ہی نہیں سکتا کہ جناب شارع علیہ السلام حج کی ادائیگی کو دین پر قیاس فرمایا ہے۔

۲۔ ایک اعرابی جناب شارع علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میری بیوی کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے اور وہ کالا ہے۔ مجھے اس پر شک ہے۔

آپ نے فرمایا۔ تمہارے ہاں اونٹ ہیں؟ عرض کی جی ہاں! آپ نے ارشاد فرمایا۔ کونسا رنگ؟ عرض کی سرخ۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کیا اس میں کچھ خاکی رنگ کے بھی ہیں؟ اعرابی نے مثبت جواب دیا۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا۔ یہ خاکی رنگ کہاں سے آگیا؟ اعرابی بولا ممکن ہے کوئی رگ کھینچ کر آگئی ہو۔ تب آپ نے ارشاد فرمایا یہی حال اس لڑکے کا ہے (رواہ ابوداؤد)

۳۔ طلق بن علی فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد اپنی پیشاب گاہ کو ہاتھ لگائے تو کیا حکم ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

هل هو الا بضعة منك — نہیں ہے وہ مگر تیرے جسم کا ایک ٹکڑا

اس حدیث میں جناب شارع علیہ السلام نے عضو مخصوص کو دیگر اعضا پر قیاس فرمایا ہے۔

چونکہ نجاست کا عدم خروج ہی ہر دو میں متحقق ہے اس لئے تو حضرت سعدؓ نے فرمایا۔

ان کان شیئ منك نجسًا فليقطعه — اگر وہ ایسی ناپاک شے ہے تو اسے کاٹ کر

لا باس به — پھینک دو۔

حضرت علی ارشاد فرماتے ہیں۔

ما ابالی مسست انفی او اذنی — مجھے تو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں نے ناک۔ کان کو

او ذکری (اصول فقہ) — ہاتھ لگایا یا پیشاب گاہ کو۔

چونکہ خود رسالتمآب جناب شارع علیہ السلام فرمایا کرتے تھے اس لئے تو حضرت سعدؓ اور حضرت علیؓ نے بھی قیاس ہی سے جواب دیا۔

اجتہادات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین | یہ باب تو اس قدر وسیع ہے کہ اس کے لئے جدا ایک کتاب کی ضرورت ہے۔ عقل والوں کے لئے تو اشارہ کافی ہے نہ سمجھنے والوں کے لئے دفتر بھی بے کار ہے۔ تاہم اس عنوان کے تحت بھی چند ثقہ اور معتبر روایات و نظائر درج کر دیے جاتے ہیں ع

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

۱۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو جو ہدایت نامہ ارسال فرمایا تھا اس میں مذکور ہے کہ

"وہ بات جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ ہو اور تمہارے دل میں کھٹکتی ہو اسے اچھی طرح سمجھو اور پھر اس کے مشابہ احکام و نظائر کو معلوم کرو اور ان پر اس کو قیاس کرو اور جونسی بات اللہ اور حق و صداقت کے زیادہ قریب ہو اسی کو اختیار کرو۔ (اسلامی دستور ص۱۰)

۲۔ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک معاملہ پیش ہوا۔ ایک آدمی کو اس کی سوتیلی ماں اور آشنا نے قتل کر دیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ اگر کئی آدمی ذبح شدہ اونٹ کے چرانے میں اس طرح شریک ہوں کہ ہر ایک، ایک ایک عضو چرا لے جائے تو کیا آپ ان سب کے ہاتھ کاٹیں گے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ہاں۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا ایسے ہی یہ معاملہ ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اپنے عامل کو لکھ بھیجا کہ دونوں کو قتل کر دیا جائے۔ (اسلامی دستور از مفتی عزیز الرحمن ص۱۰)

۳۔ حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک شخص اپنے غلام کو پکڑ کر لایا اور کہا کہ اس نے میرا آئینہ چرایا ہے اس کا ہاتھ کاٹا جائے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ غلام بھی تیرا ہے اور آئینہ بھی تیرا ہے۔ یہاں بھی حضرت عمرؓ نے اس قیاس سے کام لیا کہ غلام میں حق ملکیت موجود ہے۔ تو جہاں جہاں حق ملکیت پایا جائے گا چاہے وہ کسی بھی صورت میں ہو اس میں قطع ید نہ ہو گا۔ مثلاً لڑکا باپ کا مال چرا لے یا بیوی خاوند کا مال چرا لے۔

۴۔ حدیث کی کتابوں میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا مشہور قیاس دربارہ غیر معین مہر والی عورت کا خاوند جب ہمبستری سے قبل مر گیا تو آپ نے اپنے ہی رائے و قیاس سے اس کے لئے مہر مثل لازم قرار دے دیا جب کہ معقل بن سنان نے بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود کی تائید کی۔
اس مشہور روایت سے حضرت عبداللہ بن مسعود کے قیاس کا حدیث رسولؐ کے مطابق واقع ہونا ثابت ہوا۔ (ملخصاً از اصول فقہ)

بہر حال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ سے رائے و قیاس ثابت ہے۔ علامہ ابن تیمیہ نے ابن دقیق العید کی طرف منسوب کرتے ہوئے حضرات صحابہؓ کا قیاس کے جواز پر اجماع نقل کیا ہے۔

ایک ضروری گذارش ___ جہاں تک احقاق حق و اظہار حق کا فریضہ ہے جیسا کہ ہم گذشتہ اقساط میں عرض کر چکے ہیں کہ ہمارے اسلاف نے اس فرض منصبی کی ادائیگی میں جس قدر انتہا کر دی۔

اسلاف ہی سے منسوب اور ان ہی کے نام پر زندگی گذارنے والے ایک طبقہ نے اسلاف ہی کی تحقیق و تدقیق سے اسی قدر انکار و اعراض میں انتہا کر دی۔ اسلاف سے کمال تعلق۔ کمال وفا اور کمال اطاعت کی اس نوعیت کی بھی خوب داد دینی چاہیئے۔ کہ جب اسلاف سے تعلق ہی رکھنا ہے تو پھر محبت سے عداوت ہی بھلی ہے

قطع نہ کیجئے ان سے تعلق اپنا   کچھ نہ سہی تو عداوت ہی بھلی

مگر ہم یہ گذارش بھی ضرور کریں گے کہ اب وقت ہے کہ دوستی و محبت اور کمال خلوص کے اس عنوان "عداوت ہی بھلی" کو ترک کر دو۔ کیونکہ آنے والی دلچسپ بحث میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ اور دیگر جلیل القدر صحابہؓ سے ہم زیر بحث مسئلہ ضرور دریافت کریں گے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی مقدس روحیں آپ ہی سے دست بگریباں ہو کر پکار اٹھیں ؎

کیوں دوستی کے پردے میں کرتے ہو دشمنی ؛ کیوں دامن ادب کی اڑاتے ہو دھجیاں

حُجیت قیاس اور اجماع | رائے و قیاس کے" دستور اسلامی کے چوتھے ماخذ اور شرعی حجت" ہونے پر قرآن و حدیث اور اجماع' ایسے قطعی دلائل ہیں کہ جس کا انکار اور انکار پر اصرار ہی کرنے والوں کو آخرت میں جو کچھ پیش آئے گا اس کا مراقبہ تو وہی کریں جو مبتلا ہیں۔ ہم یہاں قیاس کے شرعی حجت ہونے پر اجماع کا بیان کریں گے۔

شریعت میں اجماع دستورِ اسلامی کا تیسرا اہم اور قطعی ماخذ ہے اور قطعیات میں بھی ایسا کہ جس کا انکار وبالِ ایمان سے خالی نہیں۔

امام الخلفاءؓ نے رائے و قیاس کا حکم دیا | حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کلالہ کے بارہ میں جب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔

اقول فیھا برائی فان یکن صواباً فمن اللّٰہ و ان یکن خطاءً فمنی و من الشیطٰن	میں اس میں اپنی رائے سے کہتا ہوں اگر صواب ہو تو اللہ کی طرف سے ہے اگر خطا ہو تو مجھ سے اور شیطان سے ہے۔

(نہایۃ السوال الامام جمال الدین ج ص ۲۲۸)

طبقات ابن سعد جلد۳ ص ۱۳۶ میں حضرت صدیق اکبرؓ کا ارشاد یوں نقل کیا گیا ہے۔

فقال اجتھد برائی فان یکن صواباً فمن اللّٰہ و ان یکن خطاً فمنی و استغفر اللّٰہ	ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا میں اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہوں اگر درست ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی عنایت ہوگی۔ ورنہ میری خطا ہوگی۔ میں اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔
(مقام ابوحنیفہ ص ۱۷۷)	

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو جب بصرہ کا حاکم بنا کر بھیجا تو اسے عہد لکھ دیا جس میں قیاس کرنے کا حکم تھا فرمایا:۔

اعرف الاشیاء و النظائر و قس الامور برایک	یعنی اشیاء کو اور ان کے نظائر کو پہچان اور امور کو اپنے رائے سے قیاس کر۔

(نہایۃ السوال للامام جمال الدین بحوالہ اقوال صحیحہ فی جواب الجرح علی ابی حنیفہ ص ۱۴۱ ۳)

کائنات میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسری عظیم ہستی ابوبکر صدیقؓ ہی ہیں جن کی افضلیت بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ملت اسلامیہ کے تمام مسلمانوں کا مسلم عقیدہ ہے جو خلافت راشدہ کے نقش اول اور امام الخلفاء ہیں جب حضورؐ ہی کے سچے جانشین اور صحیح نائب قیاس و رائے کا حکم دے رہے ہیں۔ اور جس کو حکم دیا جا رہا ہے وہ بھی حضورؐ ہی کے تربیت یافتہ اور آپؐ ہی کی تعلیم گاہ کے سند یافتہ ہیں وہ بھی بلا چون و چرا تسلیم کر رہے ہیں، جب کہ درس گاہ نبویؐ کے ہزاروں فضلاء (صحابہ کرامؓ) موجود ہیں۔ اور ان میں کوئی بھی ایسا نہیں جو حکم صدیق (رائے و قیاس) کو علم نبوت کی روشنی میں خلاف شریعت قرار دے۔

تو جن کے ہاں "اہل رائے" ہونا باعث نفریں ہے، سمجھنے والے تو سمجھ ہی گئے کہ یہ زد کہاں پڑی

مگر ایسا ذہن رکھنے والے اپنے اندر کے زندہ انسان (ضمیر) سے بھی دریافت کرلیں کہ ایسا ہی عقیدہ رکھا جائے تو پھر امام الخلفاء حضرت صدیق اکبرؓ کا مقام کیا ہوگا؟

خلیفۂ ثانی عمر فاروقؓ قیاس ہی کو اختیار فرماتے ہیں۔ خلافت راشدہ کے نقش ثانی محمدی تعلیم گاہ کے سند یافتہ، علوم نبوت کے عظیم فاضل و ماہر اسلام کے عظیم فاتح حضرت عمر فاروقؓ جب لوگوں کو فتوٰی دیا کرتے تو فرمایا کرتے تھے کہ

ھذا رأی عمر فان کان صواباً فمن اللہ و ان کان خطأً فمن عمر۔	یہ عمر کی رائے ہے اگر درست ہوئی تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہوگا اگر خطا ہوئی تو عمر کی خطا سمجھنا

(سنن کبریٰ جلد ۱ ص ۱۱۶ ۔ میزان شعرانی جلد ۱ ص ۴۹)

حضرت عثمانؓ سے ارشاد فرمایا۔

انی قد رأیت فی الجد رأیاً فان رأیتم تتبعوہ فاتبعوہ۔	میں نے جد کے بارہ میں رائے دی ہے پس اگر تم اس رائے کا اتباع پسند کرتے ہو تو اس کا اتباع کرو۔

قال الحاکم والذہبی صحیح مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۳۴۰

جب کہ جد کے بارے میں حضرت عمر فاروقؓ سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی اپنی رائے دے چکے تھے۔ جیسے حضرت عمر فاروقؓ کا اجتہاد و استنباط، رائے و قیاس سے تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے بھی رائے و قیاس ہی سے اجتہاد کیا تھا۔ ہر دو حضرات کا قیاس قرآن و حدیث اور قطعی نصوص سے ہرگز متصادم نہ تھا۔ (بلکہ یہ تصور بھی گناہ عظیم ہے) اور یہ کہنا کتنا ہی بجا ہے کہ شیخینؓ کے اس قیاس کا مبنیٰ و منشا ہی قرآن و حدیث تھے۔

خلیفۂ ثالث حضرت عثمانؓ نے قیاس کی تصویب فرمائی۔ یہی وجہ تھی کہ خلافت راشدہ نقش ثالث۔ داماد نبیؐ ہم زلف علی۔ محمدی یونیورسٹی کے عظیم سکالر، حضرت عثمانؓ۔ دونوں حضرات (شیخینؓ) کی تائید اور تصویب فرماتے ہوئے اپنی خداداد عقل و فہم اور فیاض ازل کی طرف سے عنایت فرمودہ قوت قیاس کو استعمال میں لاتے ہوئے حضرت فاروق اعظمؓ کے جواب میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

ان نتبع رأیک فانہ رشد و ان نتبع رأی الشیخ قبلک فنعم الرأی (سنن دارمی ص ۵۸)	اگر ہم آپ کی رائے کا اتباع کریں تو یہ صواب (درست) ہے اگر ہم تجھ سے پہلے شیخ (صدیق اکبر) کی رائے کا اتباع کریں پس وہ اچھی رائے ہے۔

اگر رائے و قیاس شرعاً مذموم یا قابل نفرین ہوتے اور ان سے مسائل کا اجتہاد و استنباط بھی شرعاً ناجائز ہوتا۔ تو یہ ناممکن ہی تھا۔ کہ حضرت ذوالنورینؓ اس پر چپ رہتے۔ جب حضرت عثمان جیسے ذمہ دار، اور فقیہہ و

قانونِ اسلامی کے عظیم فاضل و ماہر، حضرت عمر فاروقؓ کی موجودگی میں بھی ابوبکرؓ و عمرؓ کے اجتہاد و استنباط میں اولویت و غیر الویت کا فیصلہ صادر فرماتے ہوں۔ پھر فیصلہ بھی اس کا راجح قرار دیتے ہیں۔ جو موجود نہیں ہے۔ آخر یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ کہ اُسی کے سامنے جب ایک غلط اور خلاف شرع (قرآن و حدیث کی موجودگی میں خلافت راشدہ ہی کے دَور میں رائے و قیاس پر عمل) کام ہو رہا ہو۔ بجائے روکنے، ٹوکنے اور منع کرنے کے وہ خود بھی اس میں شریک ہوگیا۔ اور پھر شرکت بھی اس قدر بڑھ چڑھ کر کہ شیخین ہی کے دو قیاسوں کی موجودگی میں اپنے قیاس اور اپنی ہی رائے سے ایک کو افضل قرار دے دیا۔

<u>خلیفہ رابع علی مرتضیٰؓ نے بھی قیاس پر عمل کیا</u> | اگر اسلاف ہی کی بات ماننی اور ان ہی کے علوم و معارف سے استفادہ کرنا بھی ضروری ہے جیسے کہ بعض حضرات اس لئے اپنے نام کے ساتھ "سلفی" لکھنے کو باعث افتخار سمجھتے ہیں۔ تو صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین سے بڑھ کر ہمارے اسلاف میں کون ہے جو قرآن و حدیث اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معیار پر پورے اتریں۔ جب خلافت راشدہ کے نقش رابع۔ سرورِ کائنات ﷺ کے تربیت یافتہ۔ علم نبوت کے سند یافتہ۔ لسانِ نبوت نے جسے "باب العلم" کہا ہو۔ یعنی حضورؐ ہی کے خلیفہ رابع حضرت علی المرتضیٰؓ نے بھی جب قیاس پر عمل فرمایا ہو۔ اور رائے و قیاس سے اجتہاد و استنباط کو ضروری سمجھتے ہوئے یہاں تک فرما دیا ہو کہ

اجتمع رائی و رائی عمر علی المنع	میری اور حضرت عمرؓ کی رائے اس امر پر متفق
من بیع امہات الاولاد ولان قد	ہوئی کہ امہات الاولاد کی بیع نہیں ہوسکتی
رایت ان یبعن	مگر اب میری رائے یہ ہے کہ وہ بیع ہوسکتی
(منہاج السنہ لابن تیمیہ جز ثالث ص ۱۵۶)	ہے۔

تو پھر کون ہے ایسا مفتی جو اس کے باوجود بھی مطلق رائے و قیاس کو مذموم اور اس کے خلاف شرع ہونے کا فتویٰ جاری کرے۔ آخر وہ فتویٰ ہی کیا فتویٰ ہے جو خلافت راشدہ کے متفقہ عمل کو ٹھکرا دے۔

<u>الٹی گنگا</u> | امام اعظم ابوحنیفہؒ کو صرف اس وجہ سے قصور وار ٹھہرانا کہ وہ "اہل الرائے" تھے کس قدر زیادتی اور ظلم ہے۔ کہ جو عمل خلافت راشدہ کا متفقہ عمل ہو پھر وہی عمل بعینہٖ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سنت ہو۔ اگر ابوحنیفہؒ اس پر عمل کرے تو وہ تارک سنت اور منکر حدیث۔ مگر جو لوگ اس عمل ہی کے منکر اور طریقہ مسنونہ (رائے و قیاس) جس کو ہم نے گذشتہ معروضات میں قرآن و سنت اور اجماع کا متفقہ فیصلہ قرار دیا ہے، ہی کے تارک ہوں وہی عامل بالحدیث اور وہی محبانِ حدیث؟ تعجب تب ہوتا جب ایسی بات اب ہوتی۔ یہ "اُلٹی گنگا" تو پہلے دن سے چلی آئی ہے۔ اور چلتی رہے گی۔ مگر اُلٹی کو سیدھا بھی وہی کہتے ہیں جو آنکھیں

چند ھیا کے دیکھتے ہیں۔

اقرار ہے یا انکار؟ | غیر منصوص مسائل ، نوازلات و حادثات میں صحابہ کرامؓ ، رائے و قیاس اور اجتہاد و استنباط سے کیسے اور کتنا کام لیتے تھے ۔ اور اس کو کس حد تک ضروری سمجھتے تھے ۔ کسی حد تک اس کا اجمالی نقشہ گذشتہ معروضات سے مترشح ہو ہی جاتا ہے ۔ اور آئندہ بھی اس سلسلہ میں مزید ایک اجمالی اور عنوانی خاکہ دے دیا جائے گا ۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان کو اگر جمع کر دیا جاتے تو ایک دفتر تیار ہو جائے ۔ مگر یہاں مقصود صحابہ کرام کے اجتہادات و استنباطات اور جملہ دلائل و براہین کا استیعاب ہرگز نہیں ۔ بلکہ یہ حقیقت واضح کرنا ہے کہ اگر امام اعظمؒ ابو حنیفہؒ رائے محمود اور قیاس شرعی پر عمل کرنے کی وجہ سے " امام اہل الرائے " کہدئے تو یہ ان کے لئے مورد الزام نہیں ۔ بلکہ باعث ہزار افتخار اور آخرت میں ترقی مدارج کا بہترین اور یقینی وسیلہ ہے جو مسئلہ (قیاس ورائے کا شرعی حجت ہونا) وحی الہی ، مرفوع اور صحیح احادیث حضرات صحابہ کرامؓ کے تعامل ، اقوام اور جمہور امت سے تواتر کے ساتھ ثابت ہو ۔ ایسی قطعی حقیقت اور ایسے منصوص مسئلہ مذمت اہل الرائے کی توہین و تذلیل نیز صحابہ کرام کے ارشادات ، اقوال تعامل اور جمہور امت کے تواتر و توارث کا انکار ۔ بظاہر اجماع کا انکار نہیں تو اور کیا ہے ؟

ہمیں اصرار بھی نہیں کہ ایسوں کے بارے میں ارباب علم اجماع ہی کے انکار کا فتویٰ بھی دے دیں ۔ تاہم اتنی گذارش ضرور کریں گے کہ ایسا کرنا (قیاس ورائے کا انکار) اگر " اجماع کا انکار " نہیں تو پھر ایسوں کے ہاں " اجماع کا اقرار " بھی نہیں ۔

تعامل صحابہؓ کا اجمالی خاکہ | حضرت ابن عباسؓ نے بھائیوں کے محجوب ہونے میں " جد " کو ابن الابن پر قیاس کیا اور فرمایا ۔

الا یتقی اللہ زید بن ثابت یجعل ابن الابن ابنًا ولا یجعل اب الاب ابًا ۔	کیا زید بن ثابت اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا کہ ابن الابن کو بمنزلہ ابن قرار دیتا ہے اور اب الاب کو بمنزلہ اب قرار نہیں دیتا ۔

(الاقوال الصحیح فی جواب الجرح علی ابی حنیفہ ص ۳۴۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں ۔

فلیجتھد رایہ فان لم یحن فلیقر ولا تستحی	پھر اپنی رائے سے اجتہاد کرے اور اگر رائے کا مالک نہ ہو تو صاف اقرار کرے اس میں حیا نہ کرے ۔
مستدرک ج ۴ ص ۹۴	

باقی ص ۵۵ پر

Adarts HSU 1/80